ایک مجلس میں طلاق ثلاثہ: قابل تعزیر جرم

مفتی محمد ابراھیم قادری
سابق رکن:
اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

طلاق ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔ جس کے منفی اثرات میاں بیوی پر ہی نہیں ان کی اولاد اور خاندان پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا استعمال صرف مواقع حاجت میں ہونا چاہیے اور مواقع حاجت بھی بقدرِ حاجت ہونا چاہیے۔ طلاق کا استعمال کن مواقع میں ہو اور کس طرح ہو؟ اس کی تفصیل جاننے کے لیے سب سے پہلے شرعی نصوص کو سامنے رکھنا ہوگا۔ بعدازاں ان نصوص سے مستنبط احکام پر غور کرنا ہوگا۔

اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ ذکر کریں گے پھر ساتھ ہی ان سے مستنبط احکام کی نشاندہی کریں گے۔ پھر آخر میں احکام متفرقہ کو جمع کرنے کے بعد طلاق دینے کا شرعی طریقہ کار پھر تین طلاقوں کے رجحان کے خاتمہ کے لیے تجاویز پیش کریں گے۔

☆ (الف) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّبِىُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (سورة الطلاق/ آیت نمبر ١)

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! جب آپ اپنی ازواج کو طلاق دینا چاہیں تو انہیں ان کے زمانۂ عدّت سے پہلے طلاق دیجئے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ''لعدتهن'' کی تفسیر میں فرمایا: ''طاهرات من غير جماع'' (الفقة الاسلامی وادلته: جلد ٩/ صفحه ٦٩٤٨) اب اس آیت کے معنی ہوں گے کہ بیویوں کو اس وقت طلاق دیجئے جب وہ پاک ہوں (حیض سے نہ ہوں) اور اس پاکی میں ان سے صحبت نہ ہوئی ہو۔

احکام مستنبطہ: لعدتهن کے لفظ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ

(١) طلاق زمانۂ طہر میں دی جائے۔

(٢) اس طہر میں صحبت نہ ہوئی ہو۔

☆ (ب) اللہ جل شانہ، قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔ (سورة الطلاق/ آیت نمبر ٢)

ترجمہ: ''پھر جب مطلقہ عورتیں عدّت مکمل کرنے لگیں تو تم انہیں (چاہو تو) قاعدہ کے مطابق روک لو یا انہیں قاعدہ کے مطابق چھوڑ دو۔''

احکام مستنبطہ: اس آیت میں مرد کو طلاق دینے کے بعد دو اختیار دیئے گئے ہیں۔ یا تو اختتامِ عدّت سے پہلے رجوع کرے یا اختتام کا انتظار کرے تاکہ عورت نکاح سے نکل جائے۔

(١) یہاں قرآن کریم نے امسکوھن فرمایا اور امساك کے معنی رجوع بلا نکاح کے ہیں اور عدّت میں رجوع تب ممکن ہے جب طلاق رجعی دی ہو۔ معلوم ہوا کہ مرد کو چاہیے کہ وہ عورت کو طلاق رجعی دے بائن نہ دے۔

(٢) ''فارقوھن'' سے معلوم ہوا کہ مرد ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے تاکہ اگر رجوع کا ارادہ نہ ہو تو عورت انقضاءِ عدّت پر خود بخود نکاح سے آزاد ہو جائے۔

☆ (ج) عن عبدالله بن عمر انه طلق امرأة له وهى حائض فذكر عمر لرسول الله ﷺ فتغيظ فيه رسول الله ﷺ ثم قال ليرا جعها ثم يمسكها حتیٰ تطهر ثم تحيض فتطهر فان بداله ان يطلقها فليطلقها طاهراقبل ان يمسها فتلك العدة التى امرالله ان تطلق لها النساء (مشكوٰة شريف/ صفحه ٢٨٣) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی ایک بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ غضب ناک ہوئے پھر فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ رجوع کرے پھر اسے روکے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجائے۔ بعدازاں اسے پھر حیض آئے اور اس سے پاک ہوجائے۔ اب اگر وہ طلاق دینا مناسب خیال کرے تو بیوی کو طہر میں بغیر صحبت کیے طلاق دے دے۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ وہ عدّت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیویوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے''۔

احکامِ مستنبطہ :-

(١) ''فتغيظ فيه رسول الله ﷺ'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں طلاق دینا ناجائز ہے۔ پھر رجوع کا حکم دینا بھی عدم جواز کو ظاہر کرتا ہے۔

(٢) حیض میں طلاق دی جائے تو رجوع کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ ''ليراجعها'' صیغہ امر سے واضح ہورہا ہے۔

(٣) ایسی حالت میں رجوع کے بعد شوہر علیحدگی کا خواہش مند ہو تو حیض کے ساتھ والے طہر کو چھوڑ کر اس سے متصل اگلے طہر میں طلاق دی جائے۔

(٤) جس طہر میں طلاق دی جائے وہ صحبت سے خالی ہو۔ جیسا کہ ''قبل ان يمسها'' کے الفاظ سے ظاہر ہورہا ہے۔

(٥) ''فتلك العدة التى'' الحدیث سے مکرر ظاہر ہوا کہ طلاق طہر میں دی جائے جو صحبت سے خالی ہو۔ نیز یہ الفاظ سورۃ طلاق کی آیت نمبر ١ ''فطلقو هن لعدتهن'' کی تفسیر ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ لعدتھن سے مراد زمانۂ طہر ہے جو صحبت سے خالی ہو۔

(٦) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد طلاق کا فیصلہ کر لے تو اسے چاہیے کہ صرف ایک طلاق رجعی دے۔

☆ (د) علامہ ابوالحسنات مولانا عبدالحیٔ فاضل لکھنوی حاشیہ مؤطا امام محمد میں مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:
كانوا يستحبون ان يطلقها واحدة ثم يتركها حتى تحيض ثلاث حيض (التعليق الممجد على موطا محمد، شروع كتاب الطلاق/ والفقة الاسلامى وادلته: صفحه ٦٩٧٩/ جلد ٩) ترجمہ: ''صحابہ کرام علیہم الرضوان پسند کرتے تھے کہ مرد اپنی بیوی کو ایک طلاق دے پھر اسے چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اسے تین حیض آجائیں''۔

احکام مستنبطہ: صحابہ کرام کے اس طرزِ عمل سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے کا احسن طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو صرف ایک طلاق دے۔ عدّت کے اختتام پر عورت مرد کا رشتۂ ازدواج ختم ہو جائے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق کی عدّت تین حیض ہے۔

☆ (ھ) عن عبدالله انه قال طلاق السنة تطليقه وهى طاهرة فى غير جماع فاذا حاضت وطهرت طلقها اُخرىٰ فاذا حاضت وطهرت طلقها اُخرىٰ ثم تعتد بعد ذالك بحيضة (سنن النسائى: باب طلاق السنة، ص ٩٩/ جلد ٢) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ طلاق سنت ایک طلاق ہے جب کہ عورت پاک ہو اور اس سے صحبت نہ ہوئی ہو۔ پھر جب اسے حیض آئے اور پاک ہوجائے تو اسے دوسری طلاق دے دے۔ پھر جب حیض آئے اور پاک ہوجائے تو اسے تیسری طلاق دے دے۔ پھر اس کے بعد ایک حیض عدّت بیٹھے''۔

احکام مستنبطہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی طلاقِ سنت کی ایک شکل ہے۔

☆ (و) عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله ﷺ عن رجل طلق امرأتهُ ثلث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال أيلعب بكتاب الله وانا بين اظهر كم حتىٰ قام رجل وقال يا رسول الله الا اقتله (سنن النسائى: ص٩٩/ جلد ٢) ترجمہ: ''حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی ہیں تو آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اسے قتل کر دوں''۔

☆ (ر) سنن ابی داؤد میں سند صحیح کے ساتھ حضرت مجاہد سے مروی ہے:
كنت عند ابن عباس فجاءہُ رجل فقال انه طلق امرأتهُ ثلاثاً فسكت حتیٰ ظننت انه سيردها اليه فقال ينطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس۔ ان الله قال ومن يتق الله يجعل له مخرجا۔ وانك لم تتق الله فلا اجدلك مخرجا عصيت ربك وبانت منك امرأتك (فتح الباری: ص ۲۷۷/ جلد ۱۱/ مطبوعه مصر) ترجمہ:''میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں۔ حضرت ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ اسے اس کی بیوی لوٹا دیں گے۔ پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تم میں سے ایک آدمی پر حماقت سوار ہوجاتی ہے پھر کہتا ہے اے ابنِ عباس اے ابنِ عباس۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے حل کا راستہ نکالتا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ اس لیے میں تمہارے لیے کوئی حل نہیں پاتا۔ تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تجھ سے تیری عورت جدا ہوگئی''۔

احکامِ مستنبطہ:-

(۱) اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔

(۲) تین طلاقیں دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں۔

ان نصوص اور ان پر متفرع احکام کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاءِ اسلام نے طلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

اوّل طلاق سُنّی: جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے ارشاد فرمودہ طریقے کے مطابق دی جائے۔ جس کی تفصیل گزشتہ سطور میں آچکی ہے۔ یعنی مرد ایک طلاق رجعی ایسے طہر میں دے جس میں اس نے صحبت نہ کی ہو۔

دوم طلاق بدعی: جو طریقِ سنت کے خلاف ہو۔ مثلاً حیض میں طلاق دی، وطی والے طہر میں طلاق دی، طلاق بائن دی یا تین طلاقیں ایک طہر میں دیں۔

اس وقت زیرِ بحث مسئلہ ایک مجلس یا ایک طہر میں تین طلاق دینے کا ہے۔ اور یہ مسئلہ ایک گھمبیر شکل اختیار کر چکا ہے۔ حتیٰ کہ ایک عام آدمی سمجھتا ہے کہ تین طلاق سے کم طلاق ہوتی ہی نہیں۔ اس لیے لوگ کثرت سے تین

طلاق دینے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس رجحان میں بڑی حد تک کردار اسٹامپ نویسوں کا ہے جو شوہر سے طلاق کا لفظ سنتے ہیں اور جھٹ تین طلاق لکھ دیتے ہیں۔ اس رجحان کے خاتمے کے لیے چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

(اوّل) حکومت ایک مجلس یا ایک طہر میں ایک سے زائد طلاق دینے کو قابلِ تعزیر جرم قرار دے۔

(دوم) میڈیا کے ذریعہ پبلک کو تین طلاقوں کے مضر اثرات بتا کر ان کے شعور کو بیدار کیا جائے۔

(سوم) اسٹامپ نویسوں کو پابند کیا جائے کہ وہ طلاق کے لیے آنے والے لوگوں کو سمجھائیں کہ طلاق دینے کے صرف دو راستے ہیں۔ یا تو طلاق رجعی دی جائے یا تین طلاقِ سنت۔ پھر جیسے شوہر پسند کرے وہ ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

(چہارم) جو اسٹامپ نویس سرکاری ہدایات کو نظرانداز کرے اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ کیا شرعی نقطۂ نظر سے ایک مجلس یا ایک طہر میں تین طلاق دینا واقعی قابلِ تعزیر جرم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں شرعی نقطۂ نگاہ سے اس طرح تین طلاق دینا قابلِ تعزیر جرم ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مجلس/طہر میں تین طلاق دینا گناہ ہے۔ جیسا کہ ”و۔۔۔ر“ میں درج احادیث سے واضح ہو رہا ہے اور اسلام میں کسی معصیت کے ارتکاب پر جس کی شریعت میں سزا مقرر و معین نہیں ہے، حاکم اپنی صوابدید پر سزا مقرر کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سزا حدِ شرعی سے کم ہو۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۷/ج ۲: مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور میں ہے ”التعزیر هو تادیب دون الحد ویجب فی جنایة لیست موجبة للحد“ ترجمہ: تعزیر حد سے کم درجہ کی سزا کا نام ہے اور یہ ایسے جرم میں واجب ہوتی ہے جس میں حد لازم نہیں ہوتی۔

السنن الکبریٰ للبیهقی ص ۲۵۳/ج ۸: مطبوعہ بیروت میں ہے ”عن علی فی الرجل یقول للرجل یا خبیث یا فاسق قال لیس حد معلوم یعذر الوالی بما رأی“ ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ایسے شخص کے بارے میں منقول ہے جو دوسرے شخص کو اے خبیث، یا فاسق کہے۔ فرمایا اس میں حد نہیں ہے۔ حاکم اپنی صوابدید پر کوئی سزا دے سکتا ہے۔ اور حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے السنن الکبریٰ کے اسی مقام میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ”انکم سئلتمونی عن الرجل یقول للرجل یا کافر یا فاسق یا حمار لیس فیه حد وانما فیه عقوبة من السلطان“ ترجمہ: تم نے مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو کسی کو اے کافر، اے فاسق، اے گدھے کہے۔ اس میں حد نہیں ہاں اس صورت میں حاکم کوئی بھی سزا تجویز کر سکتا ہے۔

بلکه خاص اس مسئله میں یه صریح جزئیه ملاحظه هو۔

حافظ امام ابن حجر عسقلانی ”فتح الباری شرح صحیح بخاری“ ص ۲۷۷/ ج ۱۱/ مطبوعه مصر میں حضرت سعید بن منصور کے حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل ہیں ”ان عمر کان اذااتی برجل طلق امرأته ثلاثاً اوجع ظهره“ وسنده‘ صحیح۔
ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب بھی کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اس کی پیٹھ پر دُرّے مارتے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔